Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

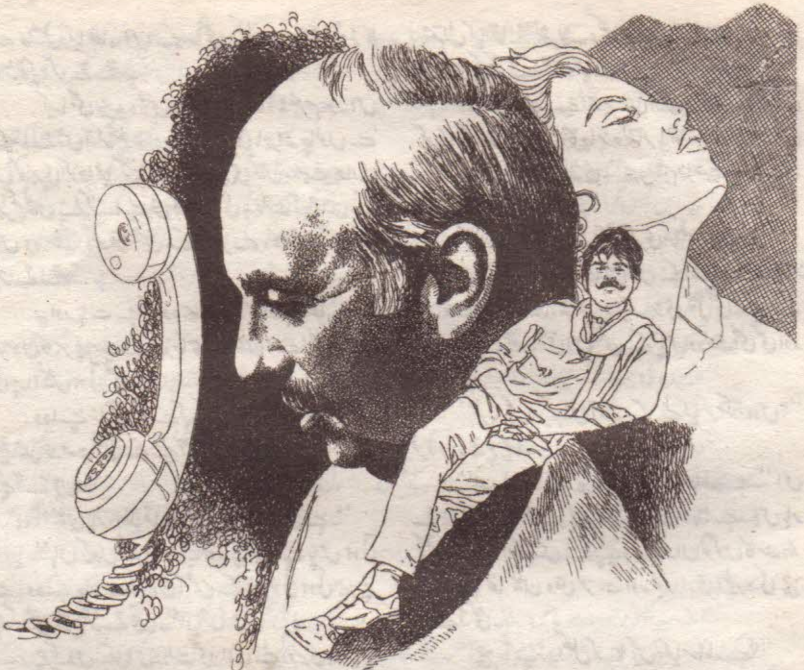

مکافات

سرور اکرام

نیکی و بدی ... ایثار و قربانی ایسی صفات ہیں جو اس کی پیشانی پر چاند کی طرح چمکتی ہیں... اس کے اعمال ہی اس کا زادِ راہ ہوتے ہیں... ایک بدطینت شخص کی کہانی جس کا اوڑھنا بچھونا صرف دولت کا حصول تھا... جھوٹ ... جعلسازی اور مکاری سے وہ ہر سچ کو غلط ثابت کر رہا تھا... مگر قدرت کا قانون نرالہ ہے...

مکافات عمل کا دل گداز قصہ......دل کی آنکھوں سے پڑھی جانے والی پراثر تحریر

وہ ایک تھل تھل جسم والا شخص تھا۔

اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے مکاری اور بے رحمی ظاہر ہوا کرتی۔ گلے میں سونے کی موٹی سی چین اور کلائی پر ایک قیمتی گھڑی۔ ایک شاندار سی گاڑی اس کے لیے اور ایک چھوٹی سی گاڑی اپنی چہیتی بیٹی کے لیے، شہر کے ایک اچھے سے علاقے میں ایک خوب صورت سا گھر۔

زندگی میں اور کیا چاہیے۔ سب ہی کچھ تھا اس کے پاس۔

اور یہ سب اس نے اپنی مکاری، عیاری اور سازشوں

www.urdupalace.com

سے حاصل کیا تھا۔ اس کے ساتھی وکیل اسے جوڑ توڑ کا بادشاہ کہا کرتے تھے۔

کیسا بھی پیچیدہ کیس ہو، کتنا ہی گھناؤنا مجرم ہو۔ اس کے سائے میں آ کر محفوظ ہو جاتا۔ وہ اپنی ماہرانہ چالوں سے اس کو بری کروا لیا کرتا تھا۔ لیکن یونہی نہیں، بہت بھاری بھر کم فیس لے کر۔ ایسے ہی مجرموں کی بدولت آج اس کے پاس وہ سب کچھ تھا جس کے دوسرے وکلا خواب دیکھا کرتے تھے۔

یہ اور بات ہے کہ وہ بہت بدنام ہو چکا تھا۔ اسے مجرموں کا سرپرست اعلیٰ کہا جاتا تھا۔ لیکن اسے ایسی باتوں کی پروا نہیں ہوتی تھی۔

وہ اپنے ساتھیوں سے کہا کرتا۔ ''میری جان، ہم اس پیشے میں خدمتِ خلق کے لیے نہیں آئے ہیں۔ اپنی کمائی کے لیے آئے ہیں۔''

''لیکن یار، اخلاقیات بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے۔''

''ہاں کیوں نہیں ہوتی۔ اور یہ جن کے پاس ہوتی ہے۔ وہ بے چارے ڈی سی آفس کے باہر ٹوٹی ہوئی میز پر بیٹھ کر ٹھپے لگایا کرتے ہیں۔''

چونکہ اس کے پاس دولت تھی اسی لیے دوسری برائیاں خود بخود ساتھ چلی آئی تھیں۔ جیسے شراب نوشی جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں بوجھل اور سرخ رہا کرتیں یا پھر عورتوں کی صحبت۔ جس نے اس کے اندر کے انسان کو مار دیا تھا۔

اس کی زندگی میں صرف ایک اچھائی تھی اور وہ تھی اپنی بیٹی ناہید سے محبت۔ بس، اس کے سوا اور کوئی اخلاقی قدر نہیں تھی اس کے پاس۔

اس کے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ دوسری طرف اس کا مؤکل تھا جو کسی کلائنٹ کی خبر دے رہا تھا۔

''ہاں۔'' اس نے ایک ہنکاری بھری۔ ''اب ہوں ہاں میں جواب دیتے جاؤ۔ غریب غربا میں سے ہے؟''

''نہیں۔''

''پیسے والا معلوم ہوتا ہے؟''

''جی سر۔''

''چلو بھیج دو۔''

آنے والا پچاس پچپن کا ایک خوش حال آدمی تھا۔ اس نے قیمتی سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک ایسی رعونت موجود تھی جو صرف اس وقت آتی ہے جب پیسوں اور اقتدار کی فراوانی ہو جائے۔

فرقان نے اپنی سیٹ سے کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا تھا۔ ''تشریف رکھیں جناب۔'' اس نے ساتھ والی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

وہ آدمی لیے دیے انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ فرقان گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیتا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس آدمی نے اپنی خاموشی توڑی۔ ''میرا نام راحت خان ہے۔ راحت انڈسٹریز کا مالک۔''

''اوہ۔'' فرقان نے ایک گہری سانس لی۔

اس آدمی کے بارے میں اس کے اندازے درست ثابت ہوئے تھے۔ راحت انڈسٹریز ایک بڑی کمپنی تھی۔ جس کے کئی کاروبار تھے۔ یعنی اس شخص کے پاس دولت بھی تھی اور اقتدار بھی۔

''فرمائیں سر۔ میں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہوں؟'' فرقان نے پوچھا۔

''ارے بھائی، میرے بیٹے کا معاملہ ہے۔'' اس نے بتایا۔ ''بے وقوف عجیب حرکتیں کرتا رہتا ہے۔ اس بار پھنس گیا۔ حالانکہ میں نے پیسے دے کر ان لوگوں کا منہ بند کرانا چاہا تھا لیکن وہی عزت اور خودداری وغیرہ کی چیز سامنے آ گئی۔''

''چیز، آپ ذرا کھل کر بتائیں، کیا معاملہ ہے؟''

''بھائی، میرا بیٹا ہے نصرت۔ اس نے ایک لڑکی کو ریپ کیا ہے حالانکہ اس لڑکی کو اٹھانے میں اس کے کچھ دوست بھی اس کے ساتھ تھے لیکن ریپ اس نے کیا تھا۔''

''اوہ۔'' فرقان کرسی پر پہلو بدل کر رہ گیا۔

''بے وقوف۔'' راحت نے بُرا سا منہ بنایا۔ ''لڑکی نے گھر جا کر اپنے گھر والوں کو بتا دیا۔ انہوں نے ایف آئی آر کٹوا دی۔ اسے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مجھے جب معلوم ہوا تو میں نے ایک لاکھ دینے کی پیشکش کی۔ لیکن لڑکی اور اس کے گھر والوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ وہی غریب اور اس کی عزت وغیرہ جیسے فرسودہ فلمی ڈائیلاگس۔''

''تو آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں اس کی پیروی کروں اور اسے نکال لوں۔'' فرقان نے پوچھا۔

''ظاہر ہے۔ میں اور کس لیے آپ کے پاس آیا ہوں۔'' راحت نے برا سا منہ بنایا۔ ''کیونکہ ایسے معاملات میں آپ کی شہرت زبردست ہے۔ آپ کلائنٹس کو دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال لیتے ہیں۔''

فرقان کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔ یہ ایک بڑا کیس تھا اور بہت دنوں کے بعد ایسا کیس اس کے پاس آیا تھا۔

''جناب، آج کل اس قسم کے کیس بہت خطرناک ہو

www.urdupalace.com

تھا۔ اسے ہوش نہیں رہا تھا کہ ان لوگوں نے کس طرح اسے اٹھا کر اس گاڑی میں ڈالا تھا جس میں ایک نوجوان پہلے سے موجود تھا۔

''واہ، یہ کام دکھایا ہے تم دونوں نے۔'' گاڑی میں بیٹھے نوجوان نے شاباش دی۔

''بس اب جلدی سے نکل چلیں۔''

''جانے دو مجھے۔'' سارہ نے آواز بلند کی۔ ''کہاں لے کر جا رہے ہو۔ میں نہیں جاؤں گی۔''

''جانا تو پڑے گا۔ نصرت اپنا شکار کبھی نہیں چھوڑتا۔'' گاڑی والے نے کہا۔ ''پاگل ہو رہا ہوں تیرے پیچھے۔ پندرہ دن پہلے تیری جھلک دیکھی تھی۔ اس وقت سے اب تک چین نہیں ملا ہے۔''

سارہ کو گاڑی میں لانے والے دونوں ہنس پڑے۔

''واہ استاد۔ ایسی بے قراری پہلے تو کبھی نہیں دکھائی۔''

''اس کی بات اور ہے۔'' اس نوجوان نے کہا۔ جس نے اپنا نام نصرت بتایا تھا۔ ''ایسا پیس تو برسوں بعد دیکھنے کو ملا ہے۔''

سارہ کا ذہن سائیں سائیں کر رہا تھا۔ گاڑی پوری رفتار سے اڑی چلی جا رہی تھی۔ گاڑی وہی نصرت ڈرائیو کر رہا تھا۔

سارہ کا واسطہ یا تو اپنے کالج سے پڑتا تھا یا اپنے گھر سے یا کبھی کبھی وہ گھر والوں کے ساتھ مارکیٹ چلی جایا کرتی۔ ان راستوں کے علاوہ دوسرے راستے اس کے لیے اجنبی تھے۔ اور یہ تو بالکل غیر آباد علاقہ تھا جہاں وہ لوگ اسے لے آئے تھے۔

یہاں بہت کم مکانات بنے ہوئے تھے۔ پورا علاقہ زیرِ تعمیر تھا۔ وہ گاڑی ایک بڑے سے مکان کے گیٹ پر رکی تھی۔ وہ مکان بھی شاید حال ہی میں تعمیر ہوا تھا۔

اس نے گاڑی سے اترتے وقت بھی جدوجہد کی لیکن اسے زبردستی گاڑی سے اتار کر مکان کے ایک کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا۔

''اب تم دونوں باہر جاؤ۔'' نصرت نے ان دونوں سے کہا۔ وہی ان کا سرغنہ معلوم ہوتا تھا۔

وہ دونوں ہنستے ہوئے باہر چلے گئے۔ اس کے بعد سارہ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس نے اتنی آسانی سے سرینڈر نہیں کیا تھا۔ وہ لڑتی رہی تھی۔ اس نے ناخنوں سے نوچ نوچ کر اس لڑکے کا حال برا کر دیا تھا۔ لیکن کب تک۔ بالآخر وہ تھک کر نڈھال ہو گئی۔

وہ شرجیل کی امانت تھی لیکن کسی کمینے نے اس پر اپنا تسلط قائم کر لیا تھا۔

اس کے بعد وہ صرف روتی رہی تھی۔ وہ لوگ اسے اسی گاڑی میں واپس لا رہے تھے کہ ایک اور واقعہ ہوا۔ اس روڈ پر آگے جا کر پولیس کا ناکا لگا ہوا تھا۔

''استاد! گاڑی روکنے کا اشارہ کر رہے ہیں۔'' نصرت کے ایک ساتھی نے بتایا۔ اس وقت نصرت، سارہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جبکہ گاڑی چلانے والا دوسرا تھا۔

''ہاں تو روک دو گاڑی۔''

''لیکن یہ چڑیا۔'' اس کا اشارہ سارہ کی طرف تھا۔

''اس چڑیا کے پر کٹے ہوئے ہیں۔ تم اس کی فکر مت کرو۔'' نصرت نے کہا۔ ''میں نے اس کو سنبھالا ہوا ہے۔''

اور اسی وقت بے پناہ غصے اور نفرت کی آگ سی سارہ کے بدن میں اترتی چلی گئی۔ گاڑی چلانے والے نے گاڑی روکی اور اس نے چلّانا شروع کر دیا۔ ''بچاؤ، بچاؤ مجھے۔''

پولیس والوں نے گاڑی کو گھیر لیا۔ ان سبھوں کو گاڑی سے اتار لیا گیا تھا۔ پولیس کا انچارج ایک باریش نیک صورت انسان تھا۔ اس نے سارہ کو ایک طرف کر دیا تھا۔ ''بیٹی، بتاؤ مجھے کیا ہوا، کون ہیں یہ؟''

سارہ کو وہ پولیس والا بہت پُرخلوص محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے جتنی دردمندی سے اسے بیٹی کہا تھا اس نے سارہ کو موم کی طرح پگھلا دیا۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اس نے ساری کہانی سنا دی تھی۔

وہ پولیس والا غصے سے لرزنے لگا۔ اس نے نصرت کو بے تحاشا مارنا شروع کر دیا جبکہ اس کے ماتحت نصرت کے دونوں ساتھیوں کی ٹھکائی کر رہے تھے۔

''بیٹی۔'' پولیس والا اس کے پاس آیا۔ ''تم فون کر کے اپنے گھر والوں کو بلا لو اور اس بدبخت کے خلاف ایف آئی آر کٹواؤ۔ یہ کمینے باپ کی کمینی اولادیں ہوتی ہیں۔ ان کو سزا ملنا ضروری ہوتا ہے۔''

''لیکن بابا، میں تو اب کسی کام کی نہیں رہی۔ ان کمینوں نے مجھے گندہ کر دیا ہے۔''

''نہیں بیٹا، اس میں تمہارا کیا قصور ہے؟'' پولیس والے نے کہا۔ ''قصور تو اس قسم کے رئیس زادوں کا ہے جو اپنے باپ کی حرام کی دولت سے حرام زادے ہوتے جا رہے ہیں لیکن ایسے کمینوں کی شکایت ضروری ہوتی ہے۔ لڑکیاں اپنی عزت کے لیے خاموش رہ جاتی ہیں۔ پولیس تک یہ کیس پہنچ نہیں پاتا اس لیے یہ شیر ہوتے جاتے ہیں۔ تم

www.urdupalace.com

ہمت رکھو بیٹا۔"

"بابا...... آ...... آپ بالکل مختلف پولیس والے ہیں۔" سارہ نے کہا۔

"ہاں، ہر جگہ ایک ہی جیسے لوگ نہیں ہوتے۔"

تو اس طرح یہ بات پولیس تک، پھر سارہ کے گھر تک پہنچ گئی تھی۔ اخبار اور چینل والوں کو بھی اس کیس کا پتا چل گیا تھا۔

اس طرح شرجیل کو بھی معلوم ہو گیا تھا اور اب شرجیل اسے بار بار فون کیے جا رہا تھا۔

بالآخر سارہ نے اس کی کال وصول کر ہی لی۔ شرجیل بہت غصے میں تھا۔ "کیا ہوا ہے تمہیں، تم میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی، تمہارے گھر والوں نے بتایا ہے کہ تم اپنے کمرے میں بند ہو کر رہ گئی ہو؟"

"ہاں، مجھے یہ بتاؤ۔ اب میں کس طرح کسی کے سامنے آؤں، کیا رکھا ہے مجھ میں؟"

"کیا تم پاگل ہو گئی ہو؟" شرجیل نے کہا۔ "کیا تمہیں مجھ پر اور میری محبت پر بھروسا نہیں ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہیں چھوڑ کر بھاگ جاؤں گا۔ ایسا سوچنا بھی نہیں۔ کیونکہ میں نے تم سے محبت کی ہے اور محبت ایسے حادثوں کی پروا نہیں کرتی اور جو کچھ ہوا ہے، اس میں تمہارا کیا قصور ہے؟ شیر جیسا جانور بھی گرفت میں آنے کے بعد بے بس ہو جاتا ہے۔ تم تو پھر بھی ایک نازک کومل سی لڑکی ہو۔"

"شرجیل۔" سارہ بُری طرح رو رہی تھی۔ "تو تم نے مجھے معاف کر دیا؟"

"ارے کس بات کی معافی؟"

"یہی کہ اس حادثے کے بعد بھی میں زندہ ہوں۔ مر نہیں سکی ہوں۔"

"پلیز بے کار کی باتیں نہ کرو۔ مجھ سے ملو۔ نکل آؤ اپنے کمرے سے۔ زندگی کی طرف لوٹ آؤ۔ کیونکہ مجھے تمہاری ضرورت ہے اور تم دیکھ لینا تمہارے ساتھ انصاف ضرور ہو گا۔ کیونکہ تم نے اپنی دلیری اور عقل مندی سے ان بدبختوں کو گرفتار کروایا ہے۔ عدالت انہیں ایسی سزا دے گی کہ وہ زندگی بھر یاد رکھیں گے۔ تم بالکل بے داغ ہو۔ کومل ہو اور میں تمہارا ہوں۔"

"شرجیل، تم میں اتنا حوصلہ کہاں سے آ گیا؟"

"یہ حوصلہ تمہاری محبت نے دیا ہے جان۔"

"شرجیل! میں اس پولیس آفیسر کی شکر گزار ہوں جس نے میرے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا تھا۔"

"ہاں، اس محکمے میں ایسے اچھے لوگ موجود ہیں۔ میں ان سے مل کر ان کا شکریہ ادا کروں گا لیکن تم تو مجھ سے ملو۔"

"ہاں، ملوں گی۔"

☆☆☆

یہ کیس چلتا رہا۔

اور عدالت میں ایک عجیب تماشا ہو گیا۔ یہ تماشا تھل تھل جسم اور مکار آنکھوں والے وکیل کی عیاریوں اور سازشوں سے ممکن ہو سکا تھا۔

عدالت میں میڈیکل رپورٹ ہی کچھ اور پیش ہو گئی تھی۔ رپورٹ کے مطابق راحت انڈسٹریز کے راحت خان کا بیٹا نصرت بالکل بے گناہ تھا۔

اس کہانی کا پس منظر کچھ اور تھا۔ اب سے دو مہینے پہلے کسی جگہ وہ لڑکی سارہ اور نصرت کی ملاقات ہوئی تھی۔ یہ ایک اتفاقیہ ملاقات تھی لیکن دونوں ایک دوسرے کے قریب آتے چلے گئے۔ ان کی ملاقاتیں ہر دوسرے تیسرے دن ایک کیفے ٹیریا میں ہوا کرتیں۔ جس کا نام اسٹار کیفے ٹیریا تھا۔ ان ملاقاتوں کے گواہ بہت سے لوگ تھے۔

وہ ویٹرز جو ان کو سرو کیا کرتے۔ کاؤنٹر پر بیٹھنے والا ارشاد اور ہوٹل کا منیجر ندیم۔ ان کے علاوہ نصرت نے کئی بار ایک اسٹور سے سارہ کو شاپنگ بھی کروائی تھی۔ اسٹور والے بھی اس بات کے گواہ تھے۔

پھر یہ ہوا کہ ایک دن سارہ نے نصرت سے شادی کے لیے زور دیا۔ لیکن نصرت خاموش رہا۔ انکار کر دیا۔ اس انکار اور خاموشی کی وجہ بھی سامنے آ جائے گی۔

سارہ نے دھمکی دی کہ اگر اس نے بات نہیں مانی تو وہ اس کے خلاف کچھ بھی کر سکتی ہے اور آخر یہی ہوا۔ اس نے ایک دن نصرت پر زنا بالجبر کا الزام لگا دیا۔

وہ اس دن خود اپنی مرضی سے نصرت اور اس کے دوستوں کے ساتھ آؤٹنگ کے لیے گئی تھی۔ واپسی میں پولیس نے گاڑی کو چیک کیا تو سارہ کو ایک زبردست موقع ہاتھ آ گیا۔ اس نے واویلا مچانا شروع کر دی۔ اور بے چارے پولیس آفیسر نے اس کی زبردست اداکاری کو سچ سمجھتے ہوئے نصرت اور اس کے دوستوں کو گرفتار کر لیا۔

سارہ کے ساتھ زیادتی تو ہوئی تھی۔ (میڈیکل رپورٹ کے مطابق) لیکن یہ زیادتی کسی اور نے کی تھی جس کا الزام اس نے نصرت پر لگا دیا۔

جبکہ نصرت یہ سب کچھ کر ہی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ وہ میڈیکلی ان فٹ ہے۔ یعنی وہ نامرد ہے۔ اس سلسلے میں کئی ڈاکٹرز کی میڈیکل رپورٹ بھی عدالت میں پیش کر دی گئی

www.urdupalace.com

اور یہ ثابت کر دیا گیا کہ وہ اس کا اہل ہی نہیں ہے۔ وہ ایک مایوس نوجوان ہے۔ بس اپنے آپ کو بہلانے اور زندہ رکھنے کے لیے لڑکیوں سے دوستیاں کیا کرتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

ڈاکٹرز اور ماہرین کی میڈیکل رپورٹس نے، ڈی این اے کی رپورٹ نے، کیفے ٹیریا والوں اور اسٹور والوں کی گواہیوں نے کیس کا رخ ہی بدل ڈالا تھا۔

اس سارے تماشے پر تیس لاکھ اور خرچ ہو گئے تھے جو وکیل فرقان نے نصرت کے باپ سے وصول کیے تھے۔ ڈاکٹرز کو جھوٹی رپورٹس بنانے کی رشوت، گواہوں کو رشوت، بھاگ دوڑ، ان سبھوں پر بیس لاکھ خرچ ہو گئے تھے جبکہ بقیہ دس لاکھ فرقان نے اپنی جیب میں رکھ لیے تھے۔

سارہ عدالت میں چیخ چیخ کر فریاد کرتی رہ گئی لیکن فرقان کا بچھایا ہوا جال اتنا مضبوط تھا کہ کچھ بھی نہ ہو سکا۔ نصرت کو باعزت بری کر دیا گیا اور سارہ پر جرمانہ عائد کر کے اسے معافی دے دی گئی تھی۔

عدالت سے باہر راحت نے فرقان کو گلے سے لگا لیا تھا۔ ''مان گئے وکیل صاحب، مان گئے، جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا۔ کمال کر کے رکھ دیا۔ ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے آپ نے۔''

''انکل۔'' پاس کھڑے ہوئے نصرت نے فرقان کو مخاطب کیا۔ ''میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ اب میں گیا۔ لیکن جب یہ پتا چلا کہ یہ کیس آپ کے پاس ہے تو مجھے اطمینان ہو گیا تھا۔''

''وہ کیوں؟''

''اس لیے کہ میں آپ کی شہرت سن چکا ہوں۔''

فرقان کے ہونٹوں پر ایک فاتحانہ مکارسی مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔

☆☆☆

شرجیل کے سامنے سارہ کی ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں۔ ''شرجیل تم یقین کرو، میں کچھ نہیں جانتی۔ میں نے اس کم بخت کو اس سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہیں تھا۔ یہ کیسا انصاف ہے۔ اس کو چھوڑ دیا گیا۔''

''عدالت بھی بے قصور ہے سارہ۔'' شرجیل نے کہا۔ ''اس کے سامنے ثبوت ہی ایسے پیش کر دیے گئے اور یہ سارا کھیل اس خبیث وکیل کا ہے۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ میڈیکل رپورٹس سے لے کر گواہوں تک پر لاکھوں روپے خرچ کیے گئے ہیں۔''

''یعنی دولت کے لیے اپنا ضمیر اپنا ایمان سب کچھ فروخت ہو سکتا ہے؟''

''ہاں سب کچھ۔ یہ ایسے ہی لوگ ہیں۔'' شرجیل نے کہا۔ ''لیکن تم اب لعنت بھیجو سب پر۔ یہ سمجھو کہ جو کچھ ہوا، وہ ایک بھیانک خواب تھا۔''

''اور یہ بھیانک خواب زندگی بھر میرے عذابوں میں زہر گھولتا رہے گا۔''

''نہیں، ایسا نہیں ہو گا۔ کیونکہ میں اور میری محبت تمہارے ساتھ ہے۔''

''سارہ نے تشکر بھری نگاہوں سے شرجیل کی طرف دیکھا۔ وہ اسے کسی اور دنیا کا باسی نظر آیا۔ ورنہ عام طور پر

قارئین متوجہ ہوں
پرچا نہیں ملتا
کچھ عرصے سے بعض مقامات سے یہ شکایات مل رہی ہیں کہ ذرا بھی تاخیر کی صورت میں قارئین کو پرچا نہیں ملتا۔ ایجنٹوں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے ہماری گزارش ہے کہ پرچا نہ ملنے کی صورت میں ادارے کو خط یا فون کے ذریعے مندرجہ ذیل معلومات ضرور فراہم کریں۔
☆ بک اسٹال کا نام جہاں پر چا دستیاب نہ ہو۔
☆ شہر اور علاقے کا نام۔
☆ ممکن ہو تو بک اسٹال کا PTCL یا موبائل نمبر۔
رابطے اور مزید معلومات کے لیے
ثمر عباس 0301-2454188
جاسوسی ڈائجسٹ پبلی کیشنز
سسپنس، جاسوسی، پاکیزہ، سرگزشت
63-C فیز II ایکسٹینشن ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی مین کورنگی روڈ، کراچی
مندرجہ ذیل ٹیلی فون نمبروں پر بھی رابطہ کر سکتے ہیں
35802552-35386783-35804200
ای میل: jdpgroup@hotmail.com

www.urdupalace.com

ایسا کہاں ہوتا ہے۔

''سارہ، میں ایک بات کہوں؟'' شرجیل نے اس کی طرف دیکھا۔ ''اس حادثے سے پہلے تک میرا ارادہ یہ تھا کہ میں ذرا اپنے آپ کو خوب اسٹیبلش کرلوں پھر تم سے شادی کروں گا لیکن اب میں یہ سوچتا ہوں کہ مجھے تمہیں اپنانے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔''

''شرجیل۔'' سارہ نے اپنا لرزتا ہوا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

☆☆☆

نصرت نے اس نوجوان کو بہت غور سے دیکھا جسے اس کا خاص دوست خان زادہ اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ ''باس یہ بہت کام کے آدمی ہیں۔'' خان زادہ نے اپنی ایک آنکھ دبا دی۔ ''دلبر نام ہے ان کا۔''

دلبر ایک ہینڈسم اور پڑھا لکھا نوجوان دکھائی دیتا تھا۔

کچھ دیر پہلے نصرت کو خان زادہ کا فون ملا تھا۔

''باس، ایک بہت زبردست بندہ ہاتھ آیا ہے۔''

''کیسا بندہ ہے؟''

''بہت کام کا ہے باس۔ اس کو بس شکار دکھا دو۔ جھپٹ کر لے آئے گا۔'' خان زادہ نے بتایا۔ ''اور وہ یہ کام کرائے پر پیسوں کے لیے کرتا ہے۔''

''اوہ، پھر تو اس سے ضرور ملواؤ۔ نام کیا ہے اس کا؟''

''دلبر۔'' خان زادہ نے بتایا۔ ''ویسے پڑھا لکھا، ہینڈسم قسم کا نوجوان ہے۔ تم ملو گے تو سوچ بھی نہیں سکو گے کہ وہ ایسے کام بھی کر سکے گا۔''

''صرف تمہید ہی باندھو گے یا اس سے ملواؤ گے بھی؟''

''آج ہی شام کو لے کر آ جاؤں گا۔''

اب وہ دلبر، نصرت کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور نصرت اسے بہت گہری نگاہوں سے اور دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ بالآخر اس نے سوال کیا۔ ''مسٹر دلبر! کیا تمہارا یہی نام ہے؟ یہ نام مجھ سے تو ہضم نہیں ہو رہا؟''

''ہونا بھی نہیں چاہیے۔'' دلبر مسکرا دیا۔ ''کیونکہ یہ میرا اصل نام نہیں ہے۔''

''تو پھر تمہارا کیا نام ہے؟''

''میرا نام سلطان ہے۔'' اس نے بتایا پھر بولا۔ ''نصرت صاحب، آپ اپنے کام سے کام رکھیں گے۔ میں کون ہوں۔ میرا بیک گراؤنڈ کیا ہے۔ مجھے خود ایسی باتوں سے وحشت ہونے لگی ہے۔ غریبوں کا کوئی بیک گراؤنڈ نہیں ہوتا۔ ان کے ہر طرف صرف بھوک اور ضرورت ہوتی ہے۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہے۔ میں اپنا بیک گراؤنڈ بھول آیا ہوں مجھے صرف پیسوں کی ضرورت ہے۔''

''خوب۔'' نصرت کو اس کی باتیں دلچسپ محسوس ہو رہی تھیں۔ ''اور کرتے کیا ہو؟''

''اپنے گاہک کو وہ چیز مہیا کر دیتا ہوں جس کی وہ خواہش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی لڑکی۔ صرف اشارہ کر دیں۔ میرے آدمی اس لڑکی کو اغوا کر کے اس جگہ پہنچا دیں گے جہاں آپ کہیں گے لیکن ایک شرط کے ساتھ۔''

''اور وہ شرط کیا ہوگی؟''

''وہ شرط یہ ہوگی کہ اس لڑکے کے پاس صرف وہی گاہک جاتا ہے جس نے یہ سودا کیا ہو۔ کسی اور کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ رات ختم ہونے کے بعد اس کو رہا کر دیا جاتا ہے۔''

''میرا خیال ہے کہ یہ ایسی شرائط نہیں ہیں جن کو نہ مانا جائے لیکن اس لڑکی کو اٹھانے کے لیے بندے کہاں سے آئیں گے؟''

''وہ میرا معاملہ ہے۔ میرے آدمی اس کام کے ماہر ہیں۔'' سلطان نے بتایا۔

''اور وہ لڑکی کون ہوگی؟''

''اتنی دیر میں آپ نے صرف یہ کام کی بات پوچھی ہے نصرت صاحب۔'' سلطان نے اپنی جیب سے موبائل نکالتے ہوئے کہا۔ ''اس کی تصویر دکھا دیتا ہوں۔ آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا۔''

نصرت اس لڑکی کو دیکھ کر پھڑک اٹھا۔ وہ بہت خوب صورت اور اسمارٹ لڑکی تھی۔

''ہاں، لڑکی پسند آ گئی ہے۔ اب کیا کہتے ہو؟''

''صرف ایک لاکھ۔'' سلطان نے کہا۔ ''پچاس ہزار اپنے بندوں میں بانٹ دوں گا۔ پچاس میرے کام آئیں گے۔''

☆☆☆

تھل تھل جسم اور مکار صورت وکیل کو ایک اور آسامی مل گئی تھی۔

وہ آسامی کسی کیس کے سلسلے میں اس کے پاس نہیں آئی تھی بلکہ اس کے لیے مزید کامیابیوں اور دولت کی خوش خبریاں لے کر آئی تھی۔

اقبال منڈ، فرقان کے پاس اپنے اکلوتے بیٹے کا رشتہ لے کر آیا تھا۔

اقبال منڈ ایک بہت بڑا صنعت کار، سرمایہ دار اور سیاست داں قسم کا آدمی تھا۔ فرقان کی خوش نصیبی تھی کہ وہ خود

www.urdupalace.com

اس کے پاس آیا تھا۔
فرقان اسے اپنے دفتر میں دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ ویسے شہر کی اکثر بڑی محفلوں میں دونوں کی ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں لیکن بس سرسری سی۔
''ارے اقبال مند صاحب، آپ؟ زہے نصیب۔''
''ارے بھائی، آج ایک غرض کھینچ لائی ہے۔'' اقبال مند نے بے تکلفی سے کہا۔ ''کیس سمجھ لیں۔''
''حاضر ہوں جناب، حکم دیں۔''
''بھائی، پچھلے سنڈے کو مسز اکرام کی پارٹی میں میرے بیٹے نے شاید آپ کی بیٹی کو دیکھ لیا تھا۔ دونوں میں کچھ باتیں بھی ہوئی تھیں۔ بہرحال اس کے بعد سے وہ میرے پیچھے پڑ گیا تھا کہ آپ کے پاس اس کا رشتہ لے کر جاؤں اسی لیے حاضر ہوا ہوں۔''
فرقان کو ایسا لگا جیسے اچانک اس کا قد بہت بڑھ گیا ہو۔ اقبال مند جیسا آدمی اگر اس کا سمدھی بن جاتا ہے تو پھر اور کیا چاہیے۔
دولت خود فرقان نے بھی بہت سمیٹ لی تھی۔ لیکن عزت اور وقار نام کی کوئی چیز اس کے پاس نہیں تھی لیکن اب اس رشتے کے بعد یہ سب کچھ اس کے پاس آ جاتا۔
''آپ کو میری بات بری تو نہیں لگی؟'' اقبال مند نے پوچھا۔
''ارے نہیں جناب، یہ تو میری عزت افزائی ہے۔'' اس نے کہا۔ ''لیکن میں اس سلسلے میں فیصلہ بیٹی سے پوچھ کر ہی کر سکتا ہوں۔ شاید آپ کو معلوم نہ ہو کہ میں نے کس طرح اس کی پرورش کی ہے۔ اس کی ماں کا انتقال ہو گیا تھا لیکن میں نے صرف اس کی خاطر دوسری شادی نہیں کی۔''
''ہاں، یہ سب میں جانتا ہوں۔'' اقبال مند نے کہا۔ ''آپ اطمینان رکھیں، یہ ہمارے خاندان کی روایت ہے۔ ہم اپنی بہوؤں کو بیٹیوں کی طرح رکھتے ہیں۔''
''جی جناب، خود آپ کی شخصیت ہی اس بات کی ضمانت ہے۔''
''تو میں امید رکھوں کہ دو تین دنوں میں آپ جواب دے دیں گے۔''
''جواب کیا ہے جناب، بس ایک رسمی کارروائی ہے۔ خانہ پری سمجھ لیں۔''
''آپ میرے بیٹے سے بھی مل لیں۔'' اقبال مند نے کہا۔ ''وہ ایک ہونہار لڑکا ہے۔ مجھے اس پر فخر ہے۔ یو کے سے تعلیم حاصل کی ہے اس نے۔''

☆☆☆

گھوڑی

بیوی نے ناشتا کرتے ہوئے اپنے شوہر سے پوچھا۔ ''سویٹی کون ہے، جس کا نام آپ رات کو سوتے میں لے رہے تھے؟''
خاوند نے چونک کر کہا۔ ''سویٹی، سویٹی! ہاں یاد آیا۔ گھوڑ دوڑ میں، میں نے اسی پر شرط لگائی تھی۔ اس کا نام سویٹی ہے۔''
بیوی نے مسکرا کر کہا۔ ''اس گھوڑی کا کل دو مرتبہ ٹیلی فون آیا تھا۔''

ناہید کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے۔
یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اتنے دھڑلے اور اتنی بے خوفی کے ساتھ اسے کڈنیپ کر لیا ہے۔
وہ معمول کے مطابق یوگا کی کلاس لے کر گھر واپس جا رہی تھی کہ راستے میں یہ سانحہ ہو گیا۔ وہ عام طور پر جب یوگا کی کلاس لینے جاتی تو اپنی گاڑی خود ہی چلاتی تھی۔
ایک تیز رفتار وین نے اس کی گاڑی کا راستہ روک لیا تھا۔ اس وین کے شیشے بلیک تھے۔ کارروائی کرنے والے یقینی پروفیشنل معلوم ہوتے تھے۔
انہوں نے ذرا سی دیر میں ناہید کو بے بس کر کے اس وین میں بٹھا دیا تھا جبکہ اس کی گاڑی وہیں رہ گئی تھی۔
وین میں ڈرائیور کے علاوہ تین آدمی اور تھے۔ ناہید نے اس قسم کی وارداتوں کے بارے میں سنا تو تھا لیکن یہ اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ اس کے ساتھ بھی ایسا ہو سکتا ہے۔
اس کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کو اس طرح اٹھا لے جانے والوں میں سے ایک پڑھا لکھا اور خوش شکل نوجوان بھی تھا اور شاید ان سبھوں کا سرغنہ بھی تھا۔
ناہید نے اس کو مخاطب کیا۔ ''تم لوگ کون ہو؟ مجھے کیوں اٹھا کر لے جا رہے ہو؟''
''میں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔''
''کیوں، کیوں نہیں دے سکتے؟''
''مجھے اس کام کا معاوضہ دیا گیا ہے۔'' اس نے کہا۔ ''میں اپنی مزدوری کر رہا ہوں۔ اس کام کے پیسے لیے ہیں میں نے۔''
''کتنے پیسے لیے ہیں۔ میرا باپ دس گنا زیادہ دے سکتا ہے۔ چھوڑ دو مجھے۔''
''نہیں۔'' وہ ہنس پڑا۔ ''تمہارے باپ سے تو کچھ اور وصول کرنا ہے۔ بس اب خاموش رہنا۔ میں تم پر کوئی سختی

www.urdupalace.com

نہیں کرنا چاہتا۔ اس لیے تم اپنی زبان بند رکھو۔ ورنہ ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں۔''

ناہید سہم کر رہ گئی۔

اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اسے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔ راستے اگر جانے پہچانے بھی ہوتے پھر بھی اس کے ذہن پر اتنی گہری دھند چھائی ہوئی تھی کہ اسے خود اپنا ہی ہوش نہیں رہا تھا۔

ہوش اس وقت آیا جب اسے زبردستی وین سے اتار کر ایک مکان کے کمرے میں بند کر دیا گیا۔

کمرا شاید ساؤنڈ پروف قسم کا تھا۔ یہاں سے اس کی چیخ و پکار بھی باہر نہیں جا سکتی تھی۔ اس کمرے میں آنے والا شخص وہی تھا جس کے حکم پر اسے اغوا کیا گیا تھا۔

وہ ایک وحشی اور جنونی انسان ثابت ہوا تھا۔ ناہید کے لیے وہ رات قیامت کی تھی۔ اس بے رحم رات نے اس کے ساتھ بہت بے رحمی کا برتاؤ کیا تھا۔

☆☆☆

تھل تھل جسم والا مکار صورت فرقان دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامے بیٹھا تھا۔

اس کے سامنے بیٹھی ہوئی اس کی بیٹی ناہید بُری طرح سسک رہی تھی۔ ایک گھنٹے پہلے اسے مکان کے گیٹ پر لا کر چھوڑ دیا گیا تھا۔

اس نے اپنے باپ کو وہ سب کچھ بتا دیا تھا جو اس پہ گزری تھی۔

فرقان بہت دیر تک دیوار سے سر ٹکراتا رہا۔ اس پر ایک جنونی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کی چہیتی کے ساتھ ایسا بھی کچھ ہو سکتا ہے۔

وہ ایک بااختیار آدمی تھا۔ دولت مند تھا لیکن اس سانحے میں نہ اس کا اختیار کام آ رہا تھا نہ اس کی دولت۔

''بیٹا۔'' کچھ دیر بعد اس نے ناہید کو مخاطب کیا۔ ''بیٹا جو کچھ ہوا، اسے بھول جاؤ۔ بس ایک بار، ایک بار پتا چل جائے کہ وہ کون تھا جس نے تمہارے ساتھ یہ...... یہ برتاؤ کیا۔ میں اسے کسی بھی حال میں نہیں چھوڑوں گا۔''

''لیکن کیا فائدہ بابا، میں تو...... میں تو......''

''کچھ بھی نہیں ہوا۔ بھول جاؤ۔ تم مجھے صرف یہ بتا دو...... یاد کرو بیٹا یاد کرو کہ تمہیں کہاں لے گئے تھے۔ وہ کم بخت کیسا تھا؟''

''میں کچھ نہیں جانتی بابا، کچھ نہیں جانتی۔'' ناہید پھر رونے لگی تھی۔

فرقان ہونٹ بھینچے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ ایک آگ سی اس کے تن بدن میں لگی ہوئی تھی۔ کون تھا وہ، کون تھا۔ یہ سوال ایک ہتھوڑے کی طرح اس کے ذہن پر برس رہا تھا۔ برسے چلا جا رہا تھا۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی نے اسے بری طرح چونکا دیا۔

فرقان نے ناہید کی طرف دیکھتے ہوئے ریسیور اٹھا لیا۔ ''ہیلو۔'' اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔ ''کون ہے؟''

''فرقان صاحب سے بات کرنی ہے۔'' دوسری طرف سے کسی نے پوچھا۔

''ہاں بول رہا ہوں۔''

''فرقان صاحب! میں اس آدمی کا پتا بتا سکتا ہوں جس نے آپ کی بیٹی کے ساتھ زیادتی کی ہے۔''

''کون ہو تم؟''

''اب یہ رہنے دیں۔ میں جو بتا رہا ہوں، وہ سن لیں اور چاہیں تو اپنی بیٹی سے اس شخص کی شناخت بھی کروا سکتے ہیں۔''

''ہاں ہاں، کون ہے وہ...... خدا کے لیے بتاؤ۔''

''اس کا نام نصرت ہے فرقان صاحب۔ وہ راحت انڈسٹریز کے مسٹر راحت کا اکلوتا بیٹا ہے۔''

''وہ...... وہ......''

''ہاں وہی۔ لیکن یہ بہت افسوس کی بات ہے فرقان صاحب کہ آپ قانونی طور پر اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ آپ ہی نے عدالت میں یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ میڈیکلی اَن فٹ ہے۔ پھر آپ کس منہ سے عدالت کے سامنے جائیں گے۔ کون آپ کا یقین کرے گا۔''

فرقان کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا تھا۔

ناہید روئے جا رہی تھی۔ وہ ایک بے گناہ اور معصوم لڑکی تھی لیکن قدرت ماں باپ کی سزا اولاد کو دیتی ہے۔ تاکہ ماں باپ تڑپتے رہیں۔ شاید اسی کا نام مکافاتِ عمل ہے۔

لیکن نہیں۔ یہ کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی۔

اس کہانی کے اور بھی کئی پہلو ہیں۔ اس پورے معاملے میں ناہید کا کیا قصور تھا؟ اس کے باپ کے جرم کی سزا اسے کیوں ملی؟ اور سب سے بڑی بات یہ کہ نصرت کا کیا ہوگا؟

کیا وہ اور اس قسم کے دوسرے بگڑے ہوئے نوجوان اپنے باپ کی دولت کی بنیاد پر اس معاشرے میں یونہی دندناتے پھریں گے۔

کیا سب اسی طرح چلتا رہے گا یا کوئی تبدیلی بھی آئے گی؟

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com